Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

کے دربار میں وزیر رستمو بھی موجود تھا۔ گوہر امان نے بیمار محمد علی خان کو موت
کے گھاٹ اتارنے یا بدخشان میں فروخت کرنے کے احکام نافذ کرنے نہیں
پایا تھا۔ وزیر رستمو بادب کھڑا ہوا۔ اور غازی گوہر امان کو استدعا مشورہ
دیا۔ کہ سالی موقع بہتر امان الملک کھوڑ سے اپنا والد محترم افضل کی وفات پر
عنان حکومت سرزمین کھوتستان سنبھال لیا ہے۔ اگر اب بیمار مقیموں کو
مہتر چھوٹے کی خدمتگذاری کے لئے بطور تحفہ مبارکباد بھیجدیا جائے۔ تو مہتر موصوف
کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔ وزیر رستمو کی تجویز سے گوہر امان مسرور ہوا۔ اور
وزیر رستمو کو عتاب گوہر امان کے شکنجے میں کسنے کی بجائے تحفہ گرانقدر
سے نوازا۔ یعنی اپنی حسینہ و جمیل خوشخبر بھتیجی دختر اکبر امان وزیر رستمو کی زوجیت
میں دیکر اسے اپنا رشتہ دامادی میں منسلک کیا۔ بیمار محمد علی خان کو مہتر امان الملک
کھوڑ کے خدمتگذاری کے لئے چترال بھیجدیا۔ غازی گوہر امان اپنے اجداد کی رسم حرمت
کو بھولا ہوا نہ تھا۔ چونکہ مقیموں اعظم جو بیمار محمد علی خان کے ناموں گلگت
اور چترال میں اٹھائی تھیں۔

Mahraka.com

Aab-e-Hayat

Autobiography of

Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)

Pat-II

خاندان کٹوریہ میں سے ہز ہائینس المُلک کٹوریا امیر مہتر شاہ افضل ثانی کٹوریہ
کے اوصاف کے روایات کی کمی نہیں ہے روایت تو زبان زد خاص و عام
ہے۔ کہ مہتر موصوف فیاض عابد رحمدل مدبر اور دور اندیش سیاستدان
تھا۔ موصوف اپنے بدخواہان مخالفین کو بھی حسب جرم سزا دینے میں
عجلت پسند نہ تھا۔ بلکہ تحمل حوصلہ اور فیاضانہ سلوک سے اپنی تسخیر
کرنے کا قائل تھا باوجود جب خاندانی و بدخواہان اپنے رویے اور رنجیاں
میں تبدیلی لانے سے گریز کرتے تو مہتر موصوف ایسے حالات پیدا کرنے میں
ماہر تھے تھا کہ مخالفین اور بدخواہان کے قریبی اور عزیز رشتہ داروں
کو ہی ان سے الجھاتا۔ اور خوب تماشہ دیکھتا جب نوبت یہاں تک پہنچے تو وہ ایک
دوسرے کا صفایا کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ مگر ایک قطرہ خون بھی
مہتر موصوف کے دامن پر ٹپکنے نہ پاتا۔ بلکہ مہتر موصوف کا دامن بے داغ۔۔ ہر
داغ اور صاف ستھرا رہتا ہے

Mahraka.com

وزیر رشو میر موصوف کے اوصاف سے ناواقف نہ تھا۔ وہ پر یقین تھا
کہ یتیمان محمد علی خان مقپون کو جو نہیں میر موصوف کے دربار پہنچائے جائینگے۔
تو وہ نہ صرف سلامت رہینگے۔ بلکہ میر موصوف رہیں بلحاظ انکے خاندان
ھمار کے باعزت و آسودہ حال میں پرورش میں رکھیگا۔

معصوم قیدی جعفر علی خان اور اسکی صغیر سن بہنا کو لیجا انکی ہمیرہ ماں
۔ گوہر امان کے کارندوں نے دربار میر امان الملک کٹوریہ حکمران کھوشتان
میں پہنچا کر انکا حسب نسب اور غازی گوہر امان کی منشاء سے میر موصوف کو
آگاہ کیا۔

میر موصوف نے معصوم مقپون قیدیوں کو نہ غلامی کی بجائے خورد کے لئے
بدخشان میں فروخت کیا۔ اور نہ ہی وزیر رشو کی خواب یقیناً شرمندہ تعبیر
ہوئی۔ میر امان الملک کٹوریہ نے مقپون قیدیوں کو سزائے موت باسی دیکر
"بے رن" اور "بروفشال" کے چراگاہوں میں اپنے بھیڑ بکریوں کے چرواہی

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

پر عمل درآمد کیا۔ اور مہتر محمد شجاع کے اہلکاروں نے[1] بروغل، شالی زوندرا

کے چراگاہوں میں پہنچا دیئے۔

البتہ مہتر امان الملک کو کوریہ کو بھی باوجود حریت رجبار نے قرآن روحانیت

کو ہرگز کمار لانے کی اجازت نہ دی۔

خوشنود حسین
غازی کو بہ امان یعنی ناکردہ گناہ قیدی اور مہتر امان الملک کو کوریہ کا جرار

حقیقی جعفر علی خان پر اتحریم دادا تھا۔

---

[1] بروغل، شالی اور پرزن کے شکارگاہوں میں حقیقی اعظم علی شاہ خان
بحیثیت فاتح چترال داخل ہوا تھا۔ اور اس کا بھائی جعفر علی خان حقیقی
بحالت جرار داخل ہوا۔ انقلابات زمانہ کچھ ایسے ہی ہر دور پر پیش آتے
رہتے ہیں۔ چنانچہ کچھ ایسے ہی حالات بابا ایوب لوگوں کی گیری پر گزرنے کی
روایت بھی عام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بابا ایوب لباس درویشی میں
چترال وارد ہوا۔ پھر زندگی کے لئے حکمران چترال کا خاندان بن گئیں

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

اس زمانہ میں بدخشان کے پناہ گزین بھی مہتر امان الملک کو رعیہ کا پناہ لیا کرتے
تھے۔ ان پناہ گزینوں میں سے ایک بدخشی کی عقد میں خواہر حقیقی جعفر علی خان
کو مہتر امان الملک نے دیدی۔ یہ رشتہ خاندانی رسم و رواج کے روایات کا حامل
نہ تھا۔ مگر جعفر علی خان اور خواہرش کی حیثیت جلاوطن قیدیوں کی تھی۔
اپنی رسم و رواج خاندانی کا حق کس سے اور کہاں سے ملتا۔

سے طلبگار اراضی ہوا۔ حکمران چترال نے مقام لوٹ کہکر میں خدمتگاری کے لیے
مخصوص کی ہوا ایک گھر کی اراضی بابا ایوب کو دے دیا۔ اور بابا ایوب تا آں
فرمانروایان چترال کے خانگی و بیرونی خدمتگاری میں جتے رہے۔
تا آں وقت کہ بابا ایوب کے چوتھے پشت میں سنگعلی (سنگین علی) پیدا ہو
جوان ہو کر خداداد ذہانت و قابلیت کی بناء پر فرمانروایان چترال کی
خدمتگزاری سے سبکدوش ہو کر درباری حیثیت حاصل کر لیا۔ اور [illegible]
وقت شاہ ناصر رئیس کا رشتہ درباریوں میں منسلک ہوا۔ اور درباریوں

Mahraka.com

Aab-e-Hayat

Autobiography of

Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)

Pat-II

جعفر علی خان کی حالت زار خاندان رئیس کے پسماندہ مکینان چترال
کو شاق گذرتا تھا۔ مگر انقلابات زمانہ نے انہیں خود نادار و ناتوان
کر رکھا تھا۔ وہ چترال میں ادنیٰ ترین عہدہ پر بھی مامور نہ تھے۔ البتہ
قبیلہ کی دائرے میں چند ایک بزرگوں کی احترام کی حامل تھے۔ ان
بزرگوں میں سے شاہ بلور سکنہ بروز (گوالیہ*) نے اپنی دختر جعفر علی خان کی عقد میں
منسلک کر کے اس کی امداد حسب توفیق کرنے کے لئے خاندان رئیس کے پسماندہ
مکینان چترال کے لئے راہ ہموار کر دی تھی۔

کے ساتھ ساز باز رکھ کر حکمران وقت کو ٹھکانے لگایا۔ اور حکومت چترال
پر قابض ہوا۔ یہی بابا ایوب لون گہکیر کے مہتر رضا الملک کٹوریہ کا جد اول تھا۔
کہا جاتا ہے۔ کہ بابا ایوب خاندان تیموریہ میں سے ایک شہزادہ تھا۔ انقلاب زمانہ
کے زد میں آکر لباس درویشی میں وطن سے بے وطن ہوا۔ اپنا حسب نسب پردہ راز میں
رکھ کر بسر زندگی کے لئے بر خلاف و رغبت لون گہکیر میں ایک خدمتگاری کا کام قبول کر لیا۔

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

۱۸۵۶ء میں غازی گوہر امان نے علاقہ مستوج پر از سر نو قبضہ کر کے اپنا فرزند دوم
میر ولی خان کو مستوج کا حکمران رکھا۔ اور اپنا ولیعہد فرزند ملک امان کو صرف
علاقہ یوسیال کے بجائے پورا ورشن قوم کا حکمران رکھا۔ خود گورجو تا مرغنس
تک کے علاقہ جات کا گلگت کو دار الحکومت رکھ کر گلگت میں قیام رکھا۔

۱۸۵۹-۶۰ء میں اپنا ولیعہد فرزند ملک امان حکمران ورشن قوم کو اس کے
کچھ اخلاقی نازیبا حرکات اور کچھ اپنی جان خطرہ کے پیش نظر
قلعہ چارنگوچ میں بند سلاسل کیا۔

۱۸۶۰ء میں میر گوہر امان موضع دنیور میں ناقابل برداشت حد تک درد شانہ
میں مبتلا ہوا۔ درد کو پیغام اجل قرار دیا۔ پالکی میں دنیور سے گلگت پہنچا۔
اپنا سوتیلا بھائی اکبر امان کو قلعہ گلگت کا نگران رکھ کر خود پالکی میں لشکر یاسین روانہ
ہوا۔ وہ جلد سے جلد یاسین پہنچنا چاہتا تھا۔ مگر فرشتۂ اجل نے اسے یاسین پہنچنے کی
مہلت نہ دی۔ چھیلنگ اشقمار کے قریب حصہ لدریا سے گزرتے وقت فرشتۂ اجل نے

Mahraka.com

اپنا فرض انجام دے کر میر گوہر امان کو حوس ملک گیری کی سرگردانی تحفظ اقتدار کی پریشانی اور میراث وارثان کی استحکام کے اندازہ و افکار سے نجات دلاکر بے فکری کی ابدی نیند کی آغوش میں جگہ دی۔

میر گوہر امان کا انتقال کی اطلاع پسرش ملک امان جو قلعہ گاکوچ میں بند سلاسل پڑا تھا۔ کو دی گئی۔ تو اس نے ایک فقرہ کہا۔ "کیا گوہر امان مر گیا؟ جو مرنا نہیں چاہتا تھا" پھر بند سلاسل سے آزاد ہو کر باپ کی میت کو پاسنے پہنچایا۔ اور دشت طاؤس کے دامن خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

میر گوہر امان ۱۸۲۳ء سے ۱۸۴۲ء تک بار اول ۱۸۵۲ء سے ۱۸۶۰ء تک بار دوئم گلگت کا حکمران رہا۔ گوہر امان مدبر جری جرنیل اور جابر حکمران تھا۔ اسکی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ ہر جملہ ہر حکم ناقابل تردید قانون کا درجہ رکھتا تھا۔ اگر میر گوہر امان چاہتا۔ تو اپنی مملکت "جسے سو فیصد فرزندان اسلام کی

Mahraka.com

Aab-e-Hayat

Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

پیدائش گاہ و رہائش گاہ ہونے کی بناء پر بطفیل مقدس فریضہ جہاد حاصل کرنے غازی " لقب کہیدیا تھا " میں احکام شرعی نافذ کرکے راعیان مملکت کو ضابطہ حیات اسلامی سے سرفراز رکھنے میں اپنے کوئی امر موانع و ناممکن نہ تھا. مگر نفاذ احکام شرعی اور عمل ضابطۂ حیات اسلامی ہر گھر پر رہنا کا طرز و طریق جہانبانی اور عمل فن حکمرانی کے قاطع تھے۔ جو کسی بھی جابر انتہاء پسند خود غرض حکمران کے لئے قابل برداشت عمل نہیں۔ اور ایسے ہی انتہاء پسند خود غرض جابر حکمرانوں کے افعال انکے نام دنیا میں زندہ رکھنے کے سبب بھی بنے ہوئے ہیں +

موجودہ دور کے حکمرانوں میں سے حکمران پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کے افعال بھی اسکے نام کو زندہ رکھنے کے سبب بن رہے ہیں گو وہ ہر جگہ ہر مقام پر حرف اور حرف بھٹو ہی بھٹو دیکھنے کا آرزومند ہے۔ اسکی نگری میں انصاف۔ رواداری اور اخلاق انسانی کا تمسخر اڑایا جارہا ہے۔ اور وہ (اپنی نگری میں) اس قوم کا حلیہ بگاڑنے پر گامزن ہے جس قوم کے حلیہ سے بہتر کسی اور قوم کا حلیہ بھی دنیا میں نہیں + اور اس قوم کی قیمتی قربانیوں سے بھٹو کو اپنی موجودہ مسند عظمیٰ حاصل کرنے کا موقع ملا ہے۔ حسین فیروز

۳۱-۱۲-۷۵

Mahraka.com

Aab-e-Hayat

Autobiography of

Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)

Pat-II

سنہ ۱۸۶۰ء میں مہاراجہ رنبیر سنگھ والئے ریاست جموں وکشمیر نے تسخیر گلگت کے لئے کرنل دیوی سنگھ نرائنا
کو مامور کیا۔ اور اسکے ساتھ عیسیٰ بہادر و شجاعت خان کو بھی شامل ہم رکھا۔
جو سنہ ۱۸۵۲ سے زیر سایہ مہاراجہ جموں وکشمیر سرینگر میں پرورش پا رہے تھے۔
کرنل دیوی سنگھ نرائنا کو استور اور بونجی کے درمیان کسی جگہ میر گوہر امان
کا انتقال کی اطلاع ملی۔ کرنل نرائنا نے اپنا یلغار بدستور جاری رکھ کر
گلگت پہنچ گیا۔ اور قلعہ گلگت پر حملہ کا آغاز توپ کے گولہ باری سے کیا۔
توپ کے گولہ باری سے فصیل قلعہ میں شگاف پڑ گئی۔ اور وزیر ولی بیگ گلگتی
جو ایک نامور شمشیر زن تھا۔ مع اپنے چند ساتھیوں کے توپ کے گولے کا نذر ہوا۔
اور نگران قلعہ اکبر امان قلعہ کے چور دروازے سے نکل کر فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔
اکبر امان نیلی دھار کی لڑائی میں اپنا حلفیہ عہد شکنی کو بھولا ہوا نہ تھا۔
علاوہ ہریں اسکا قابل فخر حکمران میر گوہر امان دنیا سے چل بسا تھا۔ اہلیان
وطن کا وہ جذبہ جہاد بھی مفقود تھا۔ جسکا تقاضا ہے۔ انہوں نے ۱۸۵۲ میں قلعہ پور

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

قلعہ گلگت اور پنیال دھار میں گئے تھے۔

کرنل نراسا قلعہ گلگت کو تسخیر کر کے بمعیت عیسیٰ لدور و منشی عنت خان قلعہ گلگت
میں داخل ہوا۔ گلگت پر افواج مہاراجہ رنبیر سنگھ کی تسلط ہوئی۔

حسب الحکم مہاراجہ رنبیر سنگھ گلگت کی راجگی وارث راجہ کریم خان ابن راجہ شاہ جاہم
حکمران گلگت کو سپرد کرنے کے لئے کرنل نراسا متوجہ ہوا۔ تو راجہ زعفر خان مغلوب
حکمران نگر نے اپنا فرزند علی داد خان کو کرنل نراسا کے پاس گلگت بھیجدیا۔
علی داد خان اور کمال خان فرزندان راجہ زعفر خان و راجہ کریم خان حکمران
گلگت کی اکلوتی دختر کے بطن سے تھے۔

کرنل نراسا نے علی داد خان کو اپنی گود میں بٹھا کر رسم دستار بندی راجگی انجام دی۔
اس وقت راجہ علی داد خان کی عمر تین چار سال سے زائد نہ تھی۔
راجہ علی داد خان گلگت کا راجہ بن گیا۔ نظام حکومت اہلکاران
مہاراجہ رنبیر سنگھ والئے ریاست جموں و کشمیر کے ہاتھ رہی۔

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

ملک امان ولیعہد میر گوہر امان نے نیت گوہر امان کو سپرد خاک کر کے (یاسین میں) اپنی حکمرانی
کا اعلان کیا۔ اور استحکام انتظامیہ پر توجہ دی۔ مہاراجہ جموں و کشمیر کی افواج
نے گلگت تسخیر کر کے گلگت پر قبضہ کرنے کی اطلاع اسے مل چکی تھی۔ اسے یقین
تھا۔ کہ افواج مہاراجہ اس سے نپٹ لینے کا اقدام جلد یا بدیر کر ہی لیں گی
اسلئے وہ لشکر کی فراہمی میں سرگرداں ہی رہے۔ اور کرنل دیوی سنگھ نراسانے
نظام گلگت کو تشکیل دے کر راجہ ملک امان پر حملہ کرنے کے لئے گلگت سے کوچ
کیا۔ اسنے اپنے ساتھ عظمت شاہ ابن میر سلیمان شاہ خوشوقتیہ اور علی گوہر اور
بوروشو و سپہ جعفر خان بوروشو کو لیکر تھا۔ منزلیں طے کرتا ہوا یاسین دارالحکومت
ورشن گوم پہنچا۔ دارالحکومت ورشن گوم خالی پڑا تھا۔ حکمران ورشن گوم
راجہ ملک امان فراہمی لشکر کے لئے غذر چلا گیا تھا۔ کرنل دیوی سنگھ نراسانے قلعہ ڈورکھن
(قلعہ یاسین) پر قبضہ کر لیا۔ اور علاقہ یاسین کی حکمرانی عظمت شاہ ابن میر سلیمان شاہ
خوشوقتیہ کو سپرد کر کے خود بمعیت فوج واپس چل پڑا۔ عظمت شاہ راجہ ملک امان خوشوقتیہ
کے والد گوہر امان کا چچیرا بھائی ہونے کی حیثیت سے بھی ملک امان حقوق حکمرانی رکھتا تھا۔

Mahraka.com

کرنل نرونسا یاسین سے بونیال پہنچکر بمشورہ عیسیٰ بہادر[1] شجاعت خان ابن آزاد خان بجروشن کو حکمران بونیال رکھا۔ اور شجاعت خان دارالحکومت علاقہ بونیال جو صنیر گلگت کے قلعہ میں نکلنے لگا۔ شیر قلعہ پہنچکر کرنل نرونسا نے ایک سو سپاہیوں کے ساتھ عیسیٰ بہادر کو نگران قلعہ رکھا۔

---

[1] عیسیٰ بہادر دور اندیش مدبر تھا۔ بونیال پر یاسین اور چترال سے حملوں کا اندیشہ لگا رہتا تھا۔ علاوہ برین شجاعت کی ماں حکمران خوشوقت (خاندان کٹور یا خوشوقتیہ) سے تھی۔ بنابرین شجاعت خان کا حکمران چترال یاسین سے قریبی رشتہ تھا۔ نیز شجاعت خان راں کے بطن سے پیدا ہونے کی وجہ سے از روئے دستور ملک اہالیان بونیال اسے نسب پر عیسیٰ بہادر فوقیت دیتے تھے۔ بوجوہات مذکور عیسیٰ بہادر نے شجاعت خان کو حکمران بونیال رکھنے کا مشورہ کرنل دیوی سنگھ نرونسا کو دی۔ خود مہاراجہ کی فوجی طاقت کے ساتھ شیر قلعہ پر ناسپند کیا۔ اگرچہ بجانب مہاراجہ رنبیر سنگھ عیسیٰ بہادر بونیال کا حکمران مقرر ہوا تھا۔ مگر عیسیٰ بہادر نے صرف شیر قلعہ، گلاپور اور [illegible] کے موضعات کے مالیات پر اکتفاء کیا

[illegible]

Aab-e-Hayat

Autobiography of

Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)

Pat-II

کرنل دلیوی سنگھ نے گلگت پہنچ کر دیکھ لیا۔ کہ عظمت شاہ یاسین میں ہونے کی بجائے گلگت میں موجود ہے۔ کرنل مرزا کا یاسین سے مراجعت کے بعد راجہ ملک امان بمعہ لشکر یاسین داخل ہوا۔ تو عظمت شاہ نے راہ فرار اختیار کر کے گلگت پہنچ گیا تھا وہ طاقت لشکر کا حامل نہ تھا۔ راجہ ملک امان نے درکوت پر قبضہ کیا۔ اور یاسین کا حکمران رہے۔

اکبر امان گلگت سے فرار ہو کر چھپتا چھپاتا یاسین پہنچ ہی گیا۔ اسے گلگت میں ڈوگروں نے یاسین میں رہا بھیجا۔ ملک امان حکمران یاسین سے خطرہ جان لاحق تھی۔ جب وہ یاسین پہنچا۔ تو ملک امان نے اسے کامیاب فرار پر مبارکباد دی۔ دعوت طعام میں شریک طعام رکھا۔ بعد اپنے حرم میں بھیجا۔ تاکہ بہو رانی (بیگم ملک امان) کو حکمرانی پر مبارکباد دے۔ اکبر امان سالار لشکر تھا گوہر امان بہو رانی کو مبارکباد دیکر مکان سے باہر نکلا۔ تو ملک امان کے دو کارندوں نے اسکا کام تمام کر دیا۔ ملک امان کو یقین تھا۔ کہ اسے اسکا والد محترم میر گوہر امان نے مستوج کے سلسلہ میں اکبر امان کے مشورہ پر دیا تھا۔

Mahraka.com

کرنل دیوی سنگھ نرانیا کو ملک امان کی علاوہ حیثِ قیادت لشکر یاسین کی حفاظت کے دادر ننگر یا ٹھور نے گدری رستے ننگا پوسٹ پوسٹ قلعہ بونجی۔ قلعہ گلگت اور شیر قلعہ وحصار (محبوب سنگھ برجی) میں متعین افواج مہاراجہ جموں و کشمیر کا مقابلہ کرنا ممکن نظر نہ آئی۔

۱۸۶۳ میں افواج مہاراجہ رنبیر سنگھ نے گلگت سے یاسین پر چڑھائی کرنے کے لئے کوچ کردی۔ اس مہم میں شریک عیسیٰ بہادر بھی تھا اور سنجی عظمت خان بھی۔ عظمت شاہ بھی شریک مہم تھا اور لشکر پونیال و گلگت بھی ہمراہ افواج مہاراجہ میں ڈوگرے تھے۔ سکھ تھے۔ گورکھے تھے۔ اور مسلمان بھی۔

جب ہم گوپس پہنچ گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حکمران یاسین ملک امان اپنا حرم کو جنگ کی پیش سے محفوظ رکھنے کی خاطر قلعہ مدوری لے گیا ہے۔ قلعہ مدوری لب دریا ... پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہونے کی وجہ سے ناقابل تسخیر تصور کی گئی تھی۔

سالار افواج نے ایک دستہ فوج ملک امان کے تعاقب پر مامور کر کے باقی فوج کی معیت میں یاسین پہنچ کر ڈورکن پر قبضہ کرلیا۔ جو خالی پڑا تھا۔

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

ملک امان حکمران یاسین نے راجگیان و لشکر یاسین کو "قلعہ موڈوری" میں جمع کیا
رکھا تھا۔ اور اپنا بوڑھا چچا در امان برادر گلاب خان گوہر امان کو سالار لشکر و نگران
قلعہ موڈوری رکھ کر اور سید خان لل رضا خیل کو در امان کا نائب مقرر کر کے خود
اپنا حرم کو ڈورکھن سے قلعہ دیمل میں منتقل کرنے کے لئے لے گیا تھا۔ حرم کو
قلعہ دیمل میں منتقل کر کے چند سوار محافظوں و مشیروں کی (معیت میں) واپس خندروٹ پہنچ کر
خندروٹ کے زیریں حصہ میں دریا کے خطر عبور کر کے چرتوئی کے بالمقابل پہنچا۔
اور چرتوئی کی دھار پر فوج مہاراجہ کو نمودار پایا۔ وہاں سے گھوڑے کا لگام
موڑ لیا اور دریا عبور کر کے واپس خندروٹ پہنچ کر راہ فرار اختیار کر لیا۔ فوج
مہاراجہ نے اسکا تعاقب کیا۔ مگر وہ ہاتھ نہ لگا (نا قابل تسخیر قلعہ) دیمل میں اپنے حرم کے ساتھ
رہنے کے بجائے بروستہ نالہ سمبر بیتھ (سنبر یز) تانگیر بھاگ کر دم لینے کو ترجیح دی تھی۔

بغراج مہاراجہ رنبیر سنگھ نے ڈورکھن پر قبضہ کر کے بعزم قلعہ موڈوری پیشقدمی کر لی۔
اور قلعہ موڈوری کو محاصرہ میں لے لیا۔

Mahraka.com

بہیشہ نظر وسائل نہ تھا نہ قلعہ موڈوری ناقابلِ تسخیر تھا۔ تاوقتیکہ محاصرہ کو محاصرین
طول دے کر محصورین کو خورد و نوش سے محروم نہ کریں۔ مگر غداران محصورین نے
محاصرین کی ضرورتِ طوالتِ محاصرہ گھٹانا آسان کر دیا۔ محاصرین کے لئے
دروازۂ قلعہ موڈوری کھول دیے۔ اور ڈوگرے سکھ۔ گورکھے بھوکے
درندوں کی جبلت اپنا کر قلعہ میں گھس گئے۔ ان کے ساتھ مسلمان بھی تھے۔
قلعہ موڈوری میں قتلِ عام کا بازار گرم ہوا۔ ڈوگرے معصوم بچوں کو
اچھال اچھال کر اپنی تلواروں کی کاٹ سے محظوظ ہوئے، گورکھے
ککھریوں سے عورتوں کے اعضاء و اجسام سے جدا کرنے میں مصروف
رہے اور سکھ برچھیوں کی انیاں تڑپتے انسانوں کے اجسام کے اعضاء میں چبھوتے
ہوئے مسرور ہوئے۔ مسلمان حسین و جمیل دوشیزاؤں کو سنبھالنے میں سرگرداں
رہے۔ درندوں کے اس سفاکانہ عمل پر غداروں کے سینے بھی جلنے لگے۔
مقتولوں میں بوڑھے تھے، جوان تھے، عورتیں تھیں اور معصوم بچے تھے۔
اس خونی ڈرامہ میں میتر گوہر امان کا بوڑھا (کم و بیش پچاس سالہ)

Mahraka.com

جہاں در وطن اور اسکے پیروان نگر اور سونٹ کر سفاک درندہ جبلت ڈوگروں ،
سکھوں اور گورکھوں پر مل پڑے۔ جوہر شمشیر زنی دکھاتے ہوئے جام شہادت
نوش کر گئے۔ اس سفاکانہ قتل و غارت سے بچا۔ تو ارسلا خان مل نائب سالار
لشکر یاسین اور نائب نگران قلعہ موڈوری بچا۔ یا وہ عناصر بچے۔ جن کے ٹوپیوں پر
سروٹ کے خوشوں کی کلغیاں لہرا رہی تھیں۔ یا وہ حسین و جمیل دوشیزائیں بچیں۔
جو مہاراجہ کی لونڈیاں بنیں۔

افواج مہاراجہ رنبیر سنگھ نے بونجی، سنگل، قلعہ شیر، قلعہ گلگت اور نیلی دھار
کے مقتولین کا بدلہ دو گنا اور سود دس گنا قلعہ موڈوری سے وصول کر کے واپس
لے ... سروٹ کے خوشے جن عناصر کے ٹوپیوں پر لہرا رہے تھے۔ وہ عناصر غداروں کی
ٹولی تھی۔ اور انہی پر کلغیاں ارسلا خان مل نائب سالار لشکر یاسین نے انہیں
تقسیم کیا تھا۔ ارسلا خان کو سروٹ کے خوشوں کی کلغیاں مہیا کرنے والے
افواج مہاراجہ کے شریک مہم سالار تھے۔

Mahraka.com

گلگت چلے گئے۔

فوج کا جو دستہ ملکہ زمان کے تعاقب میں گئی تھی وہ دیہیل پہنچ گئی۔ اور
دیہیل کا ناقابل تسخیر قلعہ کو تسخیر کر کے حرم ملکہ امان کو حراست میں لیکر
قلعہ دیہیل سے گلگت پہنچا دی گئیں۔ تو انہیں تمام مال اور فوج میں راجہ رنبیر سنگھ
میں تقسیم کر دی گئیں۔ مگر مادر مقدس زمان کو بحفاظت سری نگر پہنچا کر نظر بند
رکھا گیا۔ اپنی ماں کے ساتھ مقدس زمان بھی سری نگر میں نظر بند رہی۔
مقدس زمان کی ماں خاندان کٹوریہ سے بیگم ملکہ امان تھی۔
مقدس زمان کے ساتھ اس کا رضاعی بھائی گلاب شاہ ابن صاحب
سکنہ خلتی بھی تھا۔

Mahraka.com

Aab-e-Hayat

Autobiography of

Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)

Pat-II

ملک اَمان حکمران ورشن قوم کا فرار ہو کر تانگیر چلا جانے اور ڈوگرا مہاراجہ
موڈوری میں سفاکانہ عمل کا مظاہرہ کر کے واپس گلگت چلے جانے پر یاسین
حکمران کی وجود سے خالی رہی۔ میر اَمان الملک کٹوریہ حکمران کھوشتان نے
ملک اَمان کا بھائی میر ولی خان کو جو علاقہ مستوج کا حکمران تھا۔ علاقہ
یاسین کی حکمرانی کے لئے بھیجا۔ اور پہلوان[1] ابن میر گوہر اَمان کو
مستوج کا حکمران رکھا۔

موڈوری کا قتل عام ۱۸۶۳ء نے راجگان کھوشتان کو لرزہ براندام انگشت بدندان
در دندان رکھا۔ اور گلگت میں ڈوگرہ راج مستحکم ہوتا گیا۔ علاقہ
پونیال "جو ورشن قوم کا حصہ اور زیر اثر میر کھوشتان تھا" پر
ہوا۔

---

[1] پہلوان فرزند گوہر اَمان میر اَمان الملک کٹوریہ کا بھانجہ اور داماد تھا۔
ملک اَمان و میر ولی خان برادران فرزندان گوہر اَمان میر اَمان الملک کٹوریہ کی
پھوپھی خواہر شاہ افضل کٹوریہ کی بطن سے تھے۔

Mahraka.com

ڈوگرہ حکومت ۱۸۶۰ء سے مسلط ہو چکی تھی۔ ڈوگرہ حکومت کے لئے اب کسی وقت ویرنش گوم کے مغرب سرحدات شانڈور، درکوت تک قبضہ کرنا مشکل مرحلہ نہ رہا تھا۔ اور شانڈور درکوت تک ڈوگروں کا تسلط مہتر امان الملک کٹوریہ کے دروازہ پر خطرے کا دستک تھا۔ اس خطرہ کی تدارک کے لئے ایک ہی راستہ تھا۔ کہ ڈوگروں کو گلگت سے ہی مار بھگایا جائے۔ یہ کام صرف جہاد کے ذریعے ہی انجام پا سکتی تھی۔ بنا بریں مہتر امان الملک کٹوریہ نے تحریک جہاد چلائی ویرنش گوم میں میر ولی خان حکمران یاسین نے تحریک جہاد کو ہموار دی۔ آخر کار فریضہ جہاد کی ادائیگی کے لئے رہنمایان کوہستان متفق و متحد ہوگئے۔

۱۸۶۰ء سے شجاعت خان حکمران پونیال بن کر اپنے فرمانرواؤں کی جڑیں بچھانے اور مضبوط کرنے میں مصروف کار تھا۔ علاقہ پونیال میں شجاعت خان کے سیاسی جڑوں کی بچھانے اور مضبوطی راجہ عیسیٰ بہادر کے سیاسی جڑوں کو کھوکھلا بلکہ نابود کرنے کا سبب

Mahraka.com

ہو سکتا تھا۔ عیسیٰ بہادر نے وقت اور حالات سے فائدہ اٹھانے میں دیر
نہ لگائی۔ اس نے سالار افواج مہاراجہ متعین گلگت کو اطلاع دی۔ کہ
شجاعت خان بوجہ قرابت رشتہ مہتر امان الملک کٹور یہ اور راجہ میر ولی خان
انکی تحریک جہاد کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔ راجہ عیسیٰ بہادر کی اطلاع پر
سالار افواج مہاراجہ نے راجہ شجاعت خان کو پونیال سے گلگت بلا لیا۔
اور اسے زیر حراست سرینگر پہنچا دیا۔ جہاں وہ نظر بند رہے + اور وہیں انتقال کر گیا
راجہ عیسیٰ بہادر راجہ شجاعت خان کی سیاسی جڑوں کے ساتھ اسکی ذاتی
جڑیں بھی کاٹ پھینکنے میں کامیاب رہا۔ اور عافیت خان ابن شکور خان
کو جو عیسیٰ بہادر کا داماد تھا" شجاعت خان کا جانشین کرا دیا۔ عافیت خان
کی ماں بھی حکمران طبقہ (خواہر میر علیمردان شاہ واخی) سے تھی کی بناء پر
پونیال میں اسے بھی ویسی ہی فوقیت حاصل تھی۔ جو شجاعت خان کو
حاصل رہی تھی۔

واقعات مذکورہ ۱۸۶۵ء۶۶ کے ہیں۔

Mahraka.com

۱۸۶۶ میں مجاہدوں کی قیادت ہزرامان الملک کٹور نے سنبھال کر
گلگت پر چڑھائی کی۔ اور مہاراجہ میر ولی خان خوشوقتیہ حکمران یاسین کو
پونیال پر قبضہ کرنے کے لئے مامور کیا۔

ہزرامان الملک کٹور کو چترال سے یلغار کر کے پونیال سے گزرنے میں کوئی
رکاوٹ پیش نہ آئی۔ شیر قلعہ میں راجہ عیسیٰ بہادر کے ساتھ رہنے والے
سو سپاہی مجاہدین کوہستان کا راستہ روکنے پر قادر نہ تھی۔
ہزرامان الملک کٹور نے گلگت پہنچا۔ اور قلعہ گلگت پر حملہ کیا۔ مگر قلعے کے
دروازے پر چند جان باز مجاہدوں کی قربانی دیکر انہیں پیچھے ہی ہٹنا پڑا۔
اور قلعہ کو محاصرہ میں لے لیا۔ تاکہ طویل مدت قلعہ کو محاصرہ میں
رکھ کر محصورین کو خورد ونوش سے محروم کیا جا کر ان سے ہتھیار
ڈلوایا جا سکے۔

Mahraka.com

اہلیانِ گلگت چاہتے تھے۔ کہ مہتر امان الملک کٹوریہ جلد سے جلد ہی قلعہ گلگت اٹھا کر
واپس چترال چلا جائے۔ اسلئے وہ مہتر امان الملک کٹوریہ کو زیادہ سے زیادہ خائف
کرنے میں مصروف رہے۔ مہتر موصوف کو تاثر دلاتے رہے۔ کہ قلعہ گلگت میں محصورین
کے لئے دو سال تک کے لئے خوراک کا ذخیرہ موجود ہے۔ ساتھ ہی عمائد گلگت دشمن کے توپ

اہلیانِ گلگت مہتر گوہر امان کا آٹھ سالہ دورِ حکومت کے تلخ تجربات بھولے ہوئے نہ تھے۔
جو انہوں نے مہتر گوہر امان اور اسکے وزرا و اہلکاران و لشکریوں سے حاصل کر لئے تھے۔ مہتر گوہر امان
کی وفات کے بعد انہیں اطمینان کا سانس لینا میسر ہوگیا تھا۔ اب وہ نہ قتل کئے جانے
لگے تھے اور نہ ہی یارقند، بدخشان اور کشمیر میں فروخت کئے جاتے تھے۔ اور نہ ہی انکا
پیداوار زمین بطور اجرت فوج پر خرچ ہوتا تھا۔ نہ ہی وہ عدل و انصاف کے پیاسے رہے تھے۔
یہی وجہ تھی کہ اب انکے سینوں میں جذبہ جہاد موجزن تھا۔ اور نہ ہی وہ غازی یا شہید ہونے کے متمنی تھے۔
عوام ہمیشہ عدل و انصاف امن و امان اور آرام و آسودہ حالی کی متمنی رہی ہے۔ ظالم حکمران
کوئی بھی پسند ...

کی بے پناہ طاقت کا ذکر کرتے تھے۔ اس زمانہ میں کشمیر سے کثیر التعداد
فوج کی بطرف گلگت بڑھنے کی خبریں پہنچ گئی تھیں۔ جو صرف پروپیگنڈا
حد تک محدود نہ تھا۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ نے قیادت وزیر زور آور کشتوار فاتح چلاس اور کرنل
بجے سنگھ میں بارہ ہزار فوج کشمیر سے گلگت بھیجا تھا۔ جس وقت وزیر
زور آور اور کرنل بجے سنگھ کا بونجی سے بطرف گلگت پیشقدمی کی
اطلاع قائد مجاہدین حضرت آزاد الملک گوہر رحمن کو ملی۔ تو اس اطلاع نے
قائد مجاہدین کی توجہ نیلی دھار (محبوب سنگھ پڑی) میں گھات لگانے کی
ضرورت پر دلائی اور نہ ہی ایک بھرپور حملہ قلعہ گلگت پر کرکے قلعہ پر
قبضہ کرنے کی ہمت دلائی۔ بلکہ وزیر زور آور درہ نیلی دھار عبور کرکے
گلگت پہنچنے سے پیشتر قلعہ گلگت سے محاصرہ اٹھا کر جلد سے جلد چترال کا
رخ کرنے کی راہ دکھائی۔ قائد مجاہدین بدوران محاصرہ قلعہ گلگت
عوام اور لشکر کے خیالات و جذبات کا صحیح اندازہ کر چکا تھا۔

Mahraka.com

راجہ میر ولی خان حکمران یاسین بھی تاحنوز پونیال پر قبضہ کرنے میں ناکام رہا تھا۔
مہتر امان الملک گلگت سے پونیال پہنچا۔ تو مہتر امان الملک کوریہ و راجہ میر ولی خان کی دوبارہ خوشنودی
کے لشکریوں نے پونیال کے چند ایک قلعوں کو نذر آتش کر کے لوٹ کھسوٹ کا مال سمیٹ کر
چترال و یاسین چلتے بنے۔

وزیر زور آور اور کرنل بجے سنگھ بارہ ہزار فوج کی معیت میں گلگت داخل ہوئے۔
تو عمائد گلگت اور فوج متعینہ قلعہ گلگت نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ فوج متعینہ
قلعہ گلگت مہتر امان الملک کوریہ کے چترال کا رخ اختیار کرتے ہی محاصرہ سے آزاد ہو چکی تھی +

وزیر زور آور اور کرنل بجے سنگھ کو کوئی معرکہ سر کئے بغیر مہاراجہ کے دربار میں پہنچ جانے میں
اپنی سرخروئی نظر نہ آئی تو تسخیر داریل کا منصوبہ بنا کر براستہ کارگہ و سنگل گہ داریل
پر حملہ کر دیا۔ اہالیان داریل نے بغیر لڑائی جھگڑا اطاعت مہاراجہ جموں و کشمیر قبول کر لی۔
اور ادائیگی خراج کے لئے مستعد ہوگئے۔ وزیر زور آور نے ان سے خراج وصول کر لیا
اور سالانہ مقدار خراج مقرر کر کے بمعیت فوج واپس گلگت پہنچا۔ گلگت میں تعین

Mahraka.com

فوج کی تعداد بڑھا کر ضروری رستہ کا انتظام کرکے واپس کشمیر پہنچ گیا۔

اور دربار مہاراجہ میں سرخروئی سے وزیر زور آور اور کرنل بجے سنگھ نے

حاضری دی۔

مذکورہ واقعات ۱۸۶۶ کے ہیں۔

Mahraka.com

مہتر امان الملک کٹوریہ نے جہاد ۱۸۶۶ء میں اپنی ناکامیابی، رجحان عوام
حالات زمانہ اور فوجی طاقت مہاراجہ جموں و کشمیر کا بغور موازنہ کرکے
اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسکا ملک کا امن و امان مہاراجہ جموں و کشمیر کے ساتھ
دوستانہ تعلقات استوار کرنے میں مضمر ہے۔ مہتر موصوف کی اس خواہش
اور ضرورت کو نواب رحمت اللہ خان ابن نواب غزن خان والئی دیر نے
ذاتی اثر رسوخ استعمال کرکے انجام دی۔ نواب رحمت اللہ خان
مہتر امان الملک سے قرابت رشتہ رکھتا تھا۔

لہٰذا یہ اقدام مہتر امان الملک کٹوریہ کے تعاقب میں راجہ میر ولی خان خوشوقتیہ
نے بھی اپنا اقتدار کی تحفظ مہاراجہ جموں و کشمیر کے ساتھ دوستانہ تعلقات
پیدا کرنے میں دیکھا۔ اس ضرورت کی انجام دہی کے لئے اپنے ارادوں کو
مہاراجہ تک پہنچانے کے لئے اہلکاران مہاراجہ متعین گلگت کو وسیلہ بنانے
کا سلسلہ جاری کیا۔ مگر مہتر امان الملک کٹوریہ حکمران کھوستان نہیں
چاہتا تھا کہ اسکا زیر اثر حکمران مستوج خود دوستانہ تعلقات مہاراجہ کے

Mahraka.com

کے ساتھ وابستہ رکھنے کے ارادوں میں کامیاب رہے۔ مہتر امان الملک کٹور نے
راجہ میر ولی خان کا بھائی ملک امان کو جو ۱۸۶۳ء سے تانگیر داریل میں غربت کی
زندگی بسر کر رہا تھا، اشارہ کیا۔ کہ وہ حکمت عملی سے یاسین پہنچ کر حکومت یاسین پر
قبضہ کرلے۔ دوسری طرف راجہ میر ولی خان کو تاثر دلایا۔ کہ یاسین پر
ڈوگروں کا حملہ ناگزیر ہے۔ اسلئے اگر وہ اپنا بھائی ملک امان کو تانگیر سے اپنے پاس
بلا لائے۔ تو ملک امان اسکا معاون رہیگا۔

منصوبہ بندی مہتر امان الملک کٹور یہ کارگر ہوئی۔ ملک امان تانگیر سے اپنا بھائی میر ولی خان
کے پاس یاسین پہنچا۔ تو میر ولی خان نے بڑا بھائی کا ہر ممکن آرام و احترام کا اہتمام
کیا۔ ملک امان کے بہی خواہوں پر ملک امان کے پاس آنے جانے پر پابندی نہیں
لگائی۔ نتیجتاً ملک امان اپنی سازش میں کامیاب ہوا۔ میر ولی خان کو گرفتار
کرکے ارسلا خان کے سپرد کیا۔ کہ اسے مہتر امان الملک کٹور کے دربار پہنچا دے
ورشن گوم پر اپنی حکمرانی کا اعلان کیا۔

Mahraka.com

Aab-e-Hayat

Autobiography of

Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)

Pat-II

راجہ میر ولی خان اور سعد خان کی حراست سے فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ اور میر بدخشاں کے پاس پہنچا۔ میر بدخشاں نے لشکر بدخشاں کو میر ولی خان کی امداد پر مامور کیا۔ میر ولی خان بدخشاں سے یاسین پہنچکر بڑا بھائی ملک امان پر حملہ کر دیا۔ ملک امان تاب مقابلہ نہ لا کر یاسین سے فرار ہو کر چترال پہنچ گیا اور مہتر امان الملک کٹور سے طلبگار لشکر ہوا۔ مہتر امان الملک کٹور یہ لشکر چترال کو مار کٹوانے کے لئے تیار نہ تھا۔ وہ تو ملک امان و میر ولی خان برادران کو آپس میں لڑانے کا خواہشمند تھا۔ ملک امان بے نیل و مرام چترال سے نکلا چلتا پھرتا تانگیر پہنچ کر ہی دم لیا۔ اور قسمت کی زندگی کو دوبارہ گلے لگالیا۔

راجہ میر ولی خان بامداد میر بدخشاں حکومت یاسین پر قابض ہوا۔ اور موضع برکولتی میں لب دریا ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا۔ قلعہ[1] میر ولی نام رکھا

---

[1] قلعہ برکولتی قلعہ میر ولی کہلانے کی وجہ سے موضع برکولتی میں میر ولی کہنے لگے اور نقشوں میں موضع برکلتی "میر ولی" درج ہوا۔ روایت ہے کہ راجہ میر ولی خان قلعہ کو

Mahraka.com

Aab-e-Hayat

Autobiography of

Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)

Pat-II

اور بدستور مہاراجہ کشمیر سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کا مشغلہ رکھے۔

۱۹۶۹ میں ہیورڈ نامی ایک انگریز براستہ درکوٹ درہ بروغل یار ورخان

دفاع کے لئے مستحکم کرنے کے دوران وہاں سے ایک درویش کا گذر ہوا۔ راجہ میر ولی خان نے داد طلب ذکر قلعہ کا استحکام کے بارے میں چھیڑا۔ تو درویش نے کہا "میر ولی خان! دشمن کا دفاع کے لئے تم نے قلعہ کو مستحکم تو کر لیا۔ قدرت کی دفاع کے لئے کیا انتظام کر رکھا ہے"۔ درویش حق گو مار کھا کر ملک بدر ہوا۔ مگر میر ولی خان کو بھی اپنا مستحکم قلعہ میں رہ کر دشمن کا دفاع کرتا ہوا موت کو لبیک کہنا بھی میسر نہ ہوا۔ اور مستحکم قلعہ میر ولی سے دور بہت دور جنگل کارگیش میں روپوشی کی حالت میں اپنا بھائی راجہ پہلوان کے کارندوں کے گولی کا نشانہ بنکر موت کو لبیک کہا۔ قلعہ میر ولی کو راجہ شاہ عبدالرحمٰن ابن راجہ پہلوان نے اپنا دبدبہ والی عہد گورنری میں غضب طور نذر آتش کر کے کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔ تاکہ میر ولی کا یادگار بھی اس علاقہ میں موجود نہ رہے۔
مگر اس وقت وہاں ایک گورنمنٹ پرائمری سکول اور ایک ڈسپنسری تعمیر ہوئی ہیں۔
میر ولی کا نام راجہ شاہ عبدالرحمٰن مٹا نہ سکا۔

Mahraka.com

جانے کی غرض یاسین میں راجہ میر ولی خان کے پاس پہنچ گیا۔ راجہ میر ولی خان اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ اور ہیورڈ میزبان کے حسن سلوک سے متاثر ہوا۔ تو راجہ میر ولی خان نے اپنی خواہش ظاہر کیا۔ کہ وہ برٹش گورنمنٹ ہند کے ساتھ دوستانہ مراسم رکھنے کا متمنی ہے۔ ہیورڈ اس کام میں اسکا امداد کرے۔ ہیورڈ نے وعدہ کیا۔ کہ وہ راجہ کی تمنا برٹش گورنمنٹ ہند کے حکام تک پہنچا دیگا۔

ہیورڈ بوجہ موسم کی تبدیلی درہ درکوت عبور نہیں کر سکتا تھا۔ اسلئے یاسین سے واپس ہندوستان چلا گیا۔ واخان جانے کے پروگرام کو سال آئندہ پر ملتوی رکھا۔

۱۸۷۰ء کو ہیورڈ دہلی سے چلتا ہوا راجہ میر ولی خان کے پاس پہنچ گیا۔ راجہ میر ولی خان ان دنوں قلعہ میر ولی میں مقیم تھا۔ ہیورڈ نے راجہ میر ولی خان کو اطلاع دی۔ کہ اسنے حسب وعدہ راجہ میر ولی خان کی تمنا اور خواہشات حکام برٹش گورنمنٹ ہند کے گوش گذار کر چکا ہے۔

Mahraka.com

Aab-e-Hayat

Autobiography of

Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)

Pat-II

دوسرے دن ہیورڈ اپنے مشن پر سرحد پار واخان جانے کے لئے راجہ پردول خان
سے رخصت ہوا۔ تو راجہ پردول خان نے اپنے چند ملازم ہیورڈ کے ساتھ بھیج کر
رسم سے کہا۔ کہ یہ ملازمین ہیورڈ کو درہ درکوت عبور کرکے بروغل
داخل ہونے میں امداد دیدینگے۔ ہیورڈ نے راجہ کا شکریہ ادا کیا اور
بطرف درکوت روانہ ہوا۔ اور درکوت پہنچنے تک اسے احساس ہوا۔
کہ ہلکاران پردول اسکے خدمات کی بجا آوری کے بجائے اسے موت کے
گھاٹ اتارنے پر مامور ہوئے ہیں۔ اور اسے موت سے نجات حاصل کرنے
کی کوئی صورت دکھائی نہ دی۔ وہ استقلال سے منتظر موت رہے۔ اور
زندگی کے لمحات نیند کے بجائے بیداری میں گذارنے کی خاطر مشغول
تحریر رہے۔ کہتے ہیں۔ نیند سولی پر بھی آجاتی ہے۔ ہیورڈ کو بھی نیند نے
اپنی آغوش میں لے لی۔ ہلکاران پردول اسی موقع کے منتظر تھے۔ آگے
بڑھ کر اسکے گلے رسیوں سے جکڑ لئے۔ یہ کام بیداری میں اسلئے نہیں کر سکتے
تھے۔ کہ ہیورڈ ۵ ملی بور ریوالور اور سنائیڈر کاربائن سے مسلح تھا۔

Mahraka.com

اہلکاران بیرونی نے ہیورڈ کو اسکے قیام گاہ سے گھسیٹ کر جنگل درکوٹ
کے ایک مقام تک لیجا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور ساماں و اسلحہ ہیورڈ
نے راجہ بیرونی خان کے ساماں و اسلحہ میں اضافہ کیا۔ مگر وہ اسلحہ راجہ بیرونی
کو بھی موت سے نجات دلانے کے لئے استعمال نہ ہوسکے۔

۱۸۷۰ء میں راجہ میر ولی خان خوشوقتیہ حکمران ویرشن قوم کے
ہاتھوں ہیورڈ انگریز مقتول ہوا۔ تو مہتر امان الملک کٹورے حکمران
کھوستان کو ایک گونہ اطمینان قلب نصیب ہوئی۔ اسکا بھاری
دماغی بوجھ ہلکا ہوا۔ قتل ہیورڈ کے بعد راجہ میر ولی خان خوشوقتیہ
کے وہ خواب شرمندہ تعبیر ہوتے نظر نہیں آسکتے تھے۔ جو راجہ میر ولی
برٹش گورنمنٹ ہند اور مہاراجہ جموں وکشمیر سے دوستانہ تعلقات
پیدا کرنے کے لئے دیکھا کرتا تھا۔

مہتر امان الملک کٹورے کو اطمینان قلب میسر ہوئی۔ تو موصوف تفریح
طبع کی غرض سیر وسیاحت کرتا ہوا اٹھے رن کے چراگاہوں
تک پہنچ گیا۔ جہاں موصوف کے بھیڑ بکریاں چرتے تھے پلتے تھے۔
وہاں موصوف نے ایک نوعمر لڑکا دیکھا۔ جو چراگاہ کے ایک ٹیلے پر
پاؤں پھیلائے ہوئے پرسوز آواز میں ایک غمگین گیت گا رہا تھا۔
مہتر موصوف نے اس لڑکے کو اپنے پاس بلالیا۔ لڑکا جھمروں

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

پشتر پوش تو دس سال عمر کا تھا۔ میر موصوف نے لڑکے سے دریافت کیا
کہ وہ کس کا بیٹا ہے۔ لڑکے نے جواب دیا۔ "قیدی جعفر علی خان مقپون
کا"۔ میر موصوف نے لڑکے کا نام پوچھا۔ اسنے بتایا مراد خان مقپون۔
میر موصوف نے مزید سوال کیا۔ کہ وہ کیا کام کررہے ہے۔ اسنے کہا۔
میں مہتر کے بھیڑ بکریاں چراتا ہوں۔ بھیڑ بکریوں کا دودھ پیتا ہوں
اور ٹیلوں پر چڑھ کر گیت گا کر دل بہلاتا ہوں۔
میر موصوف اپنی بھیڑ بکریاں دیکھنے کے بعد چراگاہ "مرت" سے واپس
تشریف لے گیا۔ دوسرے دن میر موصوف کا "پیصاول" مرت پہنچا۔ اور
قیدی جعفر علی خان کو مع اہل عیال مرت سے چترال لے گیا۔
میر موصوف نے جعفر علی خان کو خدمت چوپان سے سبکدوش کر کے
درباری مہمانوں کی دیکھ بھال پر مامور کیا۔ البتہ میر موصوف کی مروت و
رحمدلی جاگ رہی تھی۔ کہ جعفر علی خان نے چودہ سال سزا کے بن باسی
گذارنے کے بعد اسے چوپانیوں کے دلکش نشانوں کے دیس میں منتقل کیا۔

Mahraka.com

جعفر علی خان مقتول ۱۸۵۶ سے ۱۸۷۰ تک اندرون و بیرون شمال کے
چراگاہوں میں رہے۔ اس اثناء میں وہ دو لڑکوں دو لڑکیوں
کا والد بنا۔ اسکا پہلوٹا لڑکا مراد خان مقتول تھا۔ جسکی پیدائش
سنہ ۱۸۶۰ کی تھی۔ مراد خان کی پرورش اسکی شفیق دادی کرنے
لگی۔ مراد خان ہوش سنبھالنے لگا۔ تو اسکی دادی اسے خاندانی
قصے کہانیاں سنایا کرتی رہی۔ آٹھ نو سال کی عمر میں مراد خان
اپنا حسب و نسب خاندانی عظمت و وقار اور موجودہ وقت
مسلط مصیبت و غربت کے وجوہات کچھ کچھ سمجھنے لگا۔ تو متضاد حالات
اسکے معصوم دماغ میں ہیجانی کیفیت پیدا کرنے کے باعث بنے۔ وہ
اداس و پریشان اندرون و بیرون شمال کے چراگاہوں میں سرگرداں
رہے۔ اور ٹیلوں پر چڑھ چڑھ کر گھنٹوں تک گانا اپنا معمول بنا رکھا
اس عمل نے اسے ایک دن مہتر امان الملک کٹوریہ سے متعارف کرایا
اور دوسرے دن وہ اسکا والد اور کنبہ چوپایوں کے دلس سے

Mahraka.com

انسانوں کے دیس میں منتقل ہوگئے۔

مراد خان ہوشیار راست باز بچہ تھا۔ وہ مہتر امان الملک گورے کے دربار میں پرورش پانے والے معززین کے بچوں کے دوش بدوش درباری ماحول میں پرورش پاتا ہوا آداب دربار سے جلد واقف ہوا۔ اور حد بلوغت میں قدم رکھنے تک کے عرصے میں گھڑ سواری۔ تفنگ اندازی شمشیر بازی اور شناوری میں خاص مہارت حاصل کرلیے اسکی وابستگی دیانتداری اسے اہل دربار سے انس حاصل کرنے کے موجب بنے۔ اور مہتر امان الملک گورے اسے بنظر شفقت دیکھنے لگا۔ یہی مراد خان ابن جعفر علی خان نبیرہ علی شیر خان تھکوون اعظم میرا والد محترم و مکرم تھا۔

Mahraka.com

راجہ میر ولی خان خوشوقتیہ کی سپاہ پر رحیم خان نے مہتر امان الملک کٹورہ
کو اس سے بدظن کرایا تھا۔ یہی وجہ بنا کہ پہلوان حکمران مستوج
مہتر امان الملک نے اسے اجازت دی۔ کہ وہ ورشگوم پر بھی قبضہ
کرے۔ اور راجہ پہلوان نے اپنا بھائی میر ولی خان پر حملہ کرکے
اسے یاسین سے بھگا کر ورشگوم پر بھی اپنا قبضہ جمالیا۔
اس واقعہ نے میر ولی خان کو مہتر امان الملک کے سامنے جھکانے
پر مجبور کرایا۔ چنانچہ وہ یاسین سے بھاگ کر چترال پہنچا اور اپنی
تمام گناہوں پر تائب ہوکر مہتر امان الملک کٹورہ سے معافی
کا طلبگار ہوا۔ مہتر امان الملک کٹورہ نے راجہ پہلوان سے ورشگوم
کی حکومت واپس میر ولی خان کو دیدی۔ راجہ پہلوان مہتر موصوف
کی دورخی کارروائی سے ناراض ہوکر نواب دیر کے پاس چلا گیا
نواب دیر نے راجہ پہلوان کی حمایت کی۔ مہتر امان الملک کٹورہ

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

راجہ پہلوان اور نواب دیر کو ناراض رکھنے کا خواہاں نہ تھا۔ بنابریں
رہا۔ لیکن راجہ میر ولی خان نے یاسین جا کے وہ پرگنہ غذر سے بھی پہلوان
دستبردار کر دیئے۔ تا کہ پرگنہ غذر کو علاقہ مستوج میں ضم کیا جا سکے
تو دونوں بھائیوں میں کبھی محبت نہ رہیگا۔ اس اثناء میں راجہ پہلوان
مستوج سے بمعیت لشکر غذر پہنچ چکا تھا۔ مہتر امان الملک کا پیغام لیکر
اور راجہ پہلوان کا بمعیت لشکر غذر میں داخلہ کی اطلاع بیک وقت
یاسین میں راجہ میر ولی خان کو ملا۔ راجہ میر ولی خان نے مشورہ مہتر امان الملک
بالفاظ دیگر حکم مہتر امان الملک کور کا پابند رہنے پر آزاد رہکر حکومت
ورشن گوم پر بزور طاقت قابض رہنے کو ترجیح دی۔ اور یاسین سے
ہوئے بدخشان چل پڑا۔ تاہم بدخشان سے لشکر ساتھ لے آکر ورشن گوم
اور مستوج سے پہلوان کو مار بھگا کر اپنی حکومت قائم کر بیٹھے +
میر ولی خان کا یاسین سے نکل جانے پر پہلوان غذر سے یاسین

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

داخل ہوا۔ اور زیر اثر مہتر امان الملک گورنر ورشن گوم وسنوچ کا واحد حکمران رہے۔

راجہ پیر ولی خان بدخشان پہنچا۔ تو اسے معلوم ہوا۔ کہ اسکا شفیق مددگار میر بدخشان انتقال کر گیا ہے۔ اور متوفی میر بدخشان کا جانشین فرزند پیر ولی خان کو مدد دینے کی حالت میں نہیں۔ کیونکہ بدخشان میں بھی داخلی اختلافات پر امن نہ تھے۔

راجہ پیر ولی خان بدخشان سے حکمران یارقند کے پاس پہنچا۔ مگر وہاں سے بھی اسے عسکری مدد نہ مل سکی۔ مع ہمراہیان بے نیل و مرام یارقند سے بدخشان اور بدخشان سے وادی یارخون علاقہ مستوج میں داخل ہوا۔ اور وہاں سے مہتر امان الملک گورنر کے پاس چلے جانے کا فیصلہ کیا۔ اسکے ہمراہیوں نے اسے مشورہ دی۔ کہ وہ چترال جانے کا ارادہ ترک کردے اور سیدھا اپنا بھائی ملک امان کے پاس تانگیر چلا جائے۔ وہاں دونوں بھائی

Mahraka.com

داریل تانگریوں کو لشکر میں صورت دیگر ویرشن گوم پر حملہ کرے۔
راجہ پیرول کے ہمراہیوں کا مشورہ وزن رکھتا تھا۔ مگر راجہ پیرول
اپنے ارادہ پر ڈٹا رہے۔ ساتھیوں نے اسے چھوڑ کر اپنے وطن کا رخ
کر لیے۔ جو یاسین، کوہ خضر کے ہی باشندے تھے۔ راجہ پیرول خان
کے ساتھ صرف ایک شخص باقی رہے۔ جو پونیال کا باشندہ بوٹنگ
خادم تھا۔ اس حالت میں پیرول خان نے اپنی سلامتی روپوشی
میں دیکھ کر کھارگین جنگل میں روپوشی اختیار کر لیا۔ مگر
کھارگین جنگل اسکی روپوشی مستور نہ رکھ سکی۔ اسکا بھائی
راجہ پہلوان حکمران مستوج ویرشن گوم کے کمانڈروں نے اسے گولی
کا نشانہ بنا کر تلواروں سے اسکا کام تمام کر دیا۔

راجہ پیرول خان بندوق کی گولی سے مجروح ہوتے ہی اپنا انگشت
شہادت کو قلم بنا کر اپنا خون کو بجائے روشنائی اور اپنا پوشاک

Mahraka.com

کوبی کے کاغذ استعمال کرکے مصرعہ ذیل خط تحریر میں لایا ۔

"اجل زور و اجل زور و اجل زور
اجل چشم خرد مندان کند کور"

راجہ میر ولی خان عالم تھا۔ شاعر تھا۔ اسکا مصرعہ مذکور اس پر اور انگریز ہیورڈ پر یکساں اترتا ہے۔

راجہ میر ولی خان تین فرزندان کا والد تھا۔ اسکی رانی دختر مہتر امان الملک کی بطن سے محمد ولی خان اور گوہر امان ثانی المعروف بپ مہتر فرزندان میر ولی خان تھے اور اسکی بیگم جو دیر کے ایک ملا خیل کی دختر تھی۔ کی بطن سے پختون ولی خان فرزند میر ولی خان تھا۔

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

راجہ پہلوان ابن مہتر گوہر امان خوشوقتیہ مہتر امان الملک کٹوریہ کا بھانجہ اور داماد ہونے کی بنا پر بمقابلہ اپنے برادران ملک امان و میر ولی خان پسران مہتر گوہر امان خوشوقتیہ جو مہتر امان الملک کٹوریہ کے بیوی کے بطن سے تھے، زیادہ فرمانبردار و مخلص تھا۔ بنابریں راجہ پہلوان واحد حکمران مستوج و ورشن گوم رہا۔ تو مہتر امان الملک کٹوریہ نے مہاراجہ رنبیر سنگھ حکمران جموں و کشمیر گلگت کے سابقہ وابستہ تعلقات دوستانہ کو معاہدہ امن کی صورت میں تشکیل دینا ضروری سمجھا۔

اور ۱۸۷۶ میں اپنا وزیر عنایت خان کو بطور سفیر مہاراجہ رنبیر سنگھ کے پاس بھیجا۔ نتیجتاً معاہدہ مذکور عمل میں آئی۔ جو تاریخ چترال میں ان الفاظ میں درج ہے+

مہاراجہ کی جانب سے سردار گنگا سنگھ شاہ چترال کی جانب سے شہزادہ سردار نظام الملک اور مہتر پہلوان کے درمیان ورشن گوم میں

Mahraka.com

بمقام ٹھمشنگ[2] ملاقات ہوئی۔ اور دونوں حکومتوں کے مابین معاہدہ پر دستخط ہوئے جس میں مہتر چترال نے آئندہ گلگت پر حملہ نہ کرنے کا اور مہاراجہ نے ورشگوم میں مداخلت نہ کرنے کا عہد کیا"۔ اور معاہدہ ٹھموشنگ فریقین کے لئے باعث اطمینان رہی۔

---

[1] سردار گنگا سنگھ میاں تھا۔ اور مہاراجہ رنبیر سنگھ کا نمائندہ خاص کی حیثیت سے گلگت میں متعین تھا۔ تمام گلگت میاں گنگا سنگھ کی تحویل میں تھی

[2] ٹھمشنگ: صحیح نام ٹھموشنگ ہے۔ جو گوپس گلگت سڑک پر بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بوقت معاہدہ ٹھموشنگ بنجر تھا۔ اب آباد ہے۔

Mahraka.com

سے نوازا۔ جس کی رو سے جعفر علی خان گلگت میں ایک جاگیردار
کی حیثیت سے باعزت و آسودہ حال زندگی بسر کرنے کا قابل
رہ سکتا تھا۔

جعفر علی خان سفر جموں سے واپس چترال پہنچ کر مہتر امان الملک شہ مہتر حکمران
کوہستان ذیشان سے عرض کیا کہ اسے اپنا وطن جانے کی اجازت
عطا کرے۔ مہتر موصوف جعفر علی خان کی رشتہ داری کے معترض نہ ہو سکے
جعفر علی خان اور اسکے ہمراہ خاندان کو پوشاک عطا کیں۔ فرزندش
مراد خان کو ایک اعلیٰ نسل کا خوبصورت بدخشی گھوڑا عطا کرکے
انہیں اپنا وطن جانے کی اجازت دی۔

مہتر موصوف کا حسن سلوک انکی روایتی فیاضی و رحمدلی پر مبنی تھا۔
جو بیس سال بعد عود کر آئی۔ یا بدلتے حالات زمانہ میں مہاراجہ رنبیر سنگھ
کا انکے ساتھ دوستانہ تعلقات کے وابستگی کا اثر۔ بہرحال ناکردہ گناہ

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

مجرم جعفر علی خان کو بیس سال جعو بنوں میں جلا وطنی گزارنے کے بعد
آزادی مل گئی۔ انہی دنوں ۱۸۷۶ء میں ایک انگریز افسر میجر بڈلف گلگت
سے چترال پہنچ گیا تھا۔ وہاں آزاد ماحول میں مقیوں جعفر علی خان میجر بڈلف
سے ملا۔ اور اسے آپ بیتی سے واقف کرایا۔

جعفر علی خان بمعیت عیال و اطفال گلگت پہنچ گیا۔ اور میراث مادری میں
اقامت رکھا۔ پھر اہلکاران مہاراجہ رنبیر سنگھ کے دفتر میں پہنچ کر دستاویز
مہاراجہ اہلکاران مہاراجہ مقیم گلگت کو پیش کیا۔ اور اہلکاران مہاراجہ
نے دستاویز مہاراجہ پر عمل درآمد کرنے کے لئے امروز و فردا کے چکر میں
جعفر علی خان کو سرگردان رکھا۔ بد قسمتی سے جعفر علی خان سیم و زر کا مالک
نہ تھا۔ جان کی زیورات موضع مناور میں ۱۸۵۶ء کو غازی گوہر امان نے اہلکارو
نے مال غنیمت سمجھ کر سمیٹ لئے تھے۔ جعفر علی خان کو میراث مادری کے حصے سات
ایکڑ زمین پر قانع رہنا پڑا۔

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

میجر بڈلف چترال سے واپس گلگت پہنچ کر اولین برٹش ایجنٹ گلگت کا
عہدہ سنبھال لیا تھا۔ اور جعفر علی خان مقپون کے ساتھ حسن سلوک
سے پیش آتا رہا۔ جبکہ آپ پہلے سے واقف چترال میں ہو چکا تھا۔
جعفر علی کی حوصلہ افزائی اس اظہار سے کیا تھا کہ وہ انگریز
جو گلگت میں متعین ہوگا۔ اسکا اور اسکے خاندان کا عزت احترام
اور بہبودی کا خیال رکھیگا۔

برٹش ایجنٹ کے حوصلہ افزا الفاظ نوجوان مقپون مراد خان ابن جعفر علی
کے لئے باعث تقویت ہوئے۔ اچھا نیا خوبصورت گھوڑے پر سوار ہوکر برٹش ایجنٹ
کے ہمراہ شکارگاہوں اور قرب وجوار کے دیہاتوں میں پھرنا اپنا روزانہ
معمول بنا رکھا۔ اس زمانہ میں گلگت کے چند ایک معززین ہی گھوڑے
رکھا کرتے تھے۔ اور وہ معززین برٹش ایجنٹ کے ہمراہ گشت لگانا
باعث عزت سمجھتے تھے۔ ان معززین کے گھوڑوں سے نوجوان مراد خان

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

کا نگورڈ شکلیں و رعلے لنسل سے ہونے کی بناء پر مرادخان کی خوشی دوبالا ہوا کرتی تھی ۔ اور پھر بلا شبہ وقتاً فوقتاً مرادخان کے رضاکارانہ خدمات کے معاوضے میں نقد انعام سے نوازا کرتا تھا۔ جو اوسطاً سالانہ تیس روپیوں سے کم نہ ہوا کرتا تھا۔

ہنگاروں مہاراجہ کا امروز و فردا کے چکر نے جعفر علی خان کو ایک بار پھر مہاراجہ کے دربار تک پہنچنے پر مجبور کیا۔ اور وہ گلگت سے لسبولے سمیت روانہ ہو کر پہلی بار اپنا آبائی وطن استور میں قدم رکھا۔ اور اپنے خاندانی خویش و اقارب سے واقف ہوا۔ اور اپنا پدری ملکیتی اراضیات عید گاہ جو ۱۸۴۲ سے مزارعین کے تحویل میں تھیں۔ اپنے قبضہ میں لینے کا ارادہ کیا۔ مگر مزارعین نے قبضہ دینے میں ٹال مٹول کو حربہ استعمال کیا۔

کہ ۱۸۷۲ کے تیس روپیوں کی وقعت موجودہ زمانہ کے تین ہزار روپیوں سے کم نہیں۔ مثلاً اس زمانے میں جس قدر کی قیمت دو آنے اور حسب منگری کی قیمت دو روپے تھی۔ موجودہ زمانے میں پندرہ روپے اور تین سو روپے ہے۔

Mahraka.com

Aab-e-Hayat

Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

جعفر علی خان استور میں سرینگر پہنچا اور دربار مہاراجہ رنبیر سنگھ
تک رسائی حاصل کر کے سلوک اہلکاران مہاراجہ متعین گلگت اور
اپنی مفلسی اور حالات استور کے مزدور عملہ کے خلاف چارہ جوئی کی۔ نتیجتاً
مہاراجہ رنبیر سنگھ نے ایک دستاویز بنام ٹھاکر سنگھ متعین گلگت کے نام
جعفر علی خان کو عطا کیا۔ ایک گراں تلوار ایک چیرہ ڈھال اور خلعت
عطا کر کے ہمراہ سپاہیان رخصت کیا۔ جعفر علی خان ۱۸۷۷ء کو واپس گلگت آ گیا۔
نقل دستاویز مہاراجہ بنام ٹھاکر سنگھ ذیل ہے۔

نشان مہر (seal) بخدمت میاں ٹھاکر سنگھ جی حفظہ

دریں وقت جعفر علی خان معہ سپاہیان ہمراہی آنجو سپردہ خواہد رسید بطور عظمت شاہ
مشار الیہ نوکری بہ سپاہیان گرفتہ باشید مورچین مذکور معہ سپاہیان مذکور حمیرادہ باشند
آنکہ زمین مشار الیہ رسمیت بمشار الیہ دہانیدہ کہ خود آبادی آن کردہ باشند۔
غور پرداخت سطور بالا بخوبی درشتہ باشید حسب سطور تعمیل آید۔

نشان مہر ۲۱ چیت ۱۹۳۴ء نشان مہر بر پشت دستاویز۔

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

میاں گنگا سنگھ نے چالیس چیلک ماہانہ وظیفہ جعفر علی خان کے لئے مقرر کیا۔ اور چار نوکر برائے انجام دہی خدمات جعفر علی خان کو دے کر ماہانہ چھ چیلک فی نوکر خزانہ سرکار سے دیا۔ اور چار کسیکال جعفر علی خان کو دے دیا۔ جبکہ تمام جعفر علی خان کے قبیلہ یا گھر کے خدمات انجام دیتا تھا۔ انہیں سرکاری کار بیگار سے مستثنیٰ رکھا۔ اور جعفر علی خان کو میراث مادری میں ملنے والا چھ سات ایکڑ زمین بطور جاگیر تبدیل کی۔ جعفر علی خان کو نہ تو بطور عظمت شاہ جاگیر ملی اور نہ ہی اسکا پدری املاک دستور کا فیصلہ عمل میں آئی۔ تو اہلکاران مہاراجہ کا سلوک جعفر علی خان کے لئے باعث ملال رہی۔ اس نے اپنا فرزند مراد خان کو ہدایت کیا کہ وہ اپنی صلاحیت انگریزوں کی خدمتگاری میں بروئے کار لائے۔ جعفر علی خان انگریز افسر مجر بڈلف کے حسن سلوک سے متاثر ہو چکا تھا۔ مجر بڈلف برٹش ایجنٹ گلگت نے اپنا قیام گلگت کے دوران جعفر علی خان کی عزت احترام بحوالہ راجہ علی داد خان راجہ گلگت قائم رکھا تھا۔

Mahraka.com

Aab-e-Hayat
Autobiography of
Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)
Pat-II

مجر بدلف کا ایک مراسلہ کا نقل درج ذیل ہے ۔

مشفق مہربان دوستان راجہ جعفر علی خان صاحب سلمہ

بعد از اشتیاق ملاقات محبت آیات واضح باد ، کہ عنقریب دوستدار از
ہندوستان بہ وطن خود یعنی لندن بہ رخصت خواہد رفت و بعد از یک سال
مراجعت خواہد کرد ۔ امید کہ چندے ما ہمدیگر را باز بینیم و درین اثناء
خداوند تعالیٰ حافظ و ناصر شما باشد

در عرصہ چہار سال از وفاشعاری شما برائے تقدیم خدمات کہ ظاہر کردہ اید ۔
اطلاع و آگہی دارم و دوستدار آن را فراموش نہ خواہد کرد +
از این جانب سرسبزی و بہبودی خاندان شما را ستدعا دارم و امید
کہ خیر عافیت آن مہربان اگر بنویسم خداوند تعالیٰ حافظ شما باشد

Major Bedduffh Offecer — مرقوم ۱۸۸۱/۲۹
On special duty, Gilgit

Mahraka.com

Aab-e-Hayat

Autobiography of

Raja Hussain Ali Khan (Baba Jan Mehtar)

Pat-II

معیون جعفر علی خان ۱۸۲۳ء-۱۸۷۷ء میں پیدا ہوا۔ ۱۸۵۱ء میں سایۂ شفقت پدری

سے محروم ہوا۔ ۱۸۵۶ء میں میر گوہر امان خوشوقتے از آل سنگین علی اول نے قیدی

بنایا۔ اور میر امان الملک تکوریہ از آل سنگین علی اول کی خدمتگاری کے لئے بھیج دیا۔

میر امان الملک تکوریہ نے جعفر علی خان معیون از آل علی شیر خان انچن (معیون اعظم) کو

سزائے بابسی دیگر چودہ سال ۱۸۵۶ء سے ۱۸۷۰ء تک مڑون اور بروشال

کے چراگاہوں میں اپنی بھیڑ بکریاں چرواتا رہا اور چھ سال ۱۸۷۰ء سے ۱۸۷۶ء

تک اپنے مہتر لوگوں کے دیکھ بھال کی خدمت کی۔ اور ۱۸۷۶ء میں سزائے

جلاوطنی سے رہائی پا کر چترال سے واپس گلگت پہنچا اور آرام و عزت کے زندگی سے

ہمکنار ہوا۔ اپنی حیات میں اپنا فرزند اول مراد خان کی عقد میں دختر

فرخندہ اختر میر زعفر خان حکومت حکمران نگر دیا۔ فرزند دوم اصغر علی خان

کی عقد میں دختر عظمت شاہ خوشوقتے ابن میر سلیمان شاہ خوشوقتے حکمران تھور کوہ یاسین دیا۔

پسر سوم نایب خان کی عقد میں دختر میر صفدر علی خان حکمران ہنزہ دیا۔

Mahraka.com

دختر اول کو بہرام علی خان ابن میر زعفر خان مغلوت حکمران نگر سے بیاہی

دختر دوم کو آغا سید مرتضیٰ شاہ مکین ٹوپل سے بیاہی ۔

دختر سوم کو راجہ صفت بہادر ابن راجہ عیسیٰ بہادر بوروش حکمران پونیال

سے بیاہی ۔

ایک دن نالہ برصن کے شکار گاہ میں ایک گذرگاہ سے گذر رہا ہوا
گر پڑا۔ ٹانگ توڑ ڈالا ۔ اور زندگی میں سکھ کم دکھ زیادہ
اٹھا کر دنیا سے چل بسا۔ خدا اسکی روح کو خوشنود رکھے ۔

آمین ۔

Mahraka.com